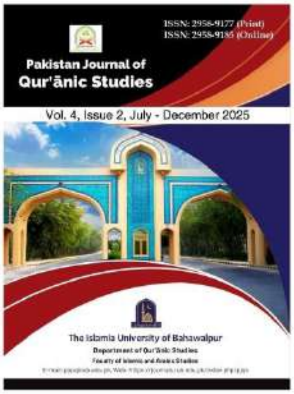

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185

Vol. 4, Issue 2, July – December 2025, Page no. 75-95

HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result

Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs

Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/289

Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4255

Publisher: Department of Qur'ānic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title **OIC and the Palestine Issue: Prospects and Challenges**.

Author (s): **Dr. Umm-e-Laila**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University (GSCWU), Bahawalpur, ummelaila@gscwu.edu.pk

Received on: 30 November, 2025
Accepted on: 30 November, 2025
Published on: 02 December, 2025

Citation: Dr. Umm-e-Laila. 2025. " او آئی سی اور مسئلہ فلسطین: امکانات اور چیلنجز : OIC and the Palestine Issue: Prospects and Challenges". *Pakistan Journal of Qur'ānic Studies* 4 (2):75-95. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4255.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

او آئی سی اور مسئلہ فلسطین: امکانات اور چیلنجز

OIC and the Palestine Issue: Prospects and Challenges

Dr. Umm-e-Laila
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University (GSCWU), Bahawalpur. ummelaila@gscwu.edu.pk

Abstract
The Organization of Islamic Cooperation (OIC) has consistently regarded the Palestinian issue as one of its central priorities since its inception. Despite repeated resolutions, diplomatic efforts, and calls for collective action, the OIC has faced significant obstacles in achieving tangible progress toward resolving the conflict. This study examines the role of the OIC in addressing the Palestinian question, highlighting both its achievements and limitations. It explores the political, diplomatic, and organizational challenges that have hindered effective action, while also assessing future prospects for the OIC in promoting justice, peace, and the legitimate rights of the Palestinian people. The analysis underscores the importance of unity among member states, greater international engagement, and practical mechanisms for the OIC to enhance its influence in the global arena.
Keywords: *OIC, Palestine Issue, Prospects, Challenges, Diplomacy, Muslim World, International Relations, Peace Process.*

تمہید:

فلسطین کا مسئلہ عالمِ اسلام اور بین الاقوامی سیاست میں سب سے زیادہ پیچیدہ اور دیرینہ تنازعات میں شمار ہوتا ہے۔ اس مسئلے کی جڑیں نہ صرف خطے کی تاریخ اور جغرافیہ میں پیوست ہیں بلکہ یہ مسلم امہ کے جذبات، وحدت اور سیاسی مستقبل سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے۔ او آئی سی (Organization of Islamic Cooperation) کا قیام بھی دراصل اسی پس منظر میں عمل میں آیا جب 1969ء میں مسجد اقصیٰ کو نذرِ آتش کیا گیا۔ اپنے آغاز سے لے کر آج تک او آئی سی نے فلسطینی عوام کے حقِ خود ارادیت اور ایک آزاد ریاست کے قیام کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل رکھا ہے۔

تاہم، نصف صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود او آئی سی اپنی قراردادوں اور بیانات کو عملی شکل دینے میں خاطر خواہ کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کی بڑی وجوہات میں رکن ممالک کے باہمی اختلافات، عالمی طاقتوں کا دباؤ، اور خطے میں بدلتے

ہوئے سیاسی و عسکری حالات شامل ہیں۔ اس کے باوجود او آئی سی فلسطین کے مسئلے پر امتِ مسلمہ کی نمائندہ آواز ہے اور اس کے پلیٹ فارم سے مستقبل میں امکانات اور نئے مواقع کی تلاش ناگزیر ہے۔

مسئلہ فلسطین:

مسئلہ فلسطین ایک تاریخی، سیاسی اور انسانی مسئلہ ہے جس کی جڑیں بیسویں صدی کے اوائل میں جا کر ملتی ہیں۔ جب عثمانی سلطنت کے خاتمے کے بعد برطانیہ نے فلسطین پر قبضہ کیا تو اس دوران یورپی طاقتوں کی پشت پناہی سے یہودیوں کی بڑی تعداد وہاں آکر آباد ہونا شروع ہوئی۔ 1917 کی بالفور ڈیکلریشن نے یہودیوں کو "قومی وطن" کے قیام کا وعدہ کیا جس کے نتیجے میں فلسطینی عربوں اور آنے والے یہودی مہاجرین کے درمیان کشیدگی بڑھتی گئی۔ 1947 میں اقوامِ متحدہ نے فلسطین کو یہودی اور عرب ریاستوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ پیش کیا، جسے عربوں نے مسترد کیا لیکن یہودی قیادت نے قبول کیا۔ 1948 میں اسرائیل کے قیام کے اعلان کے ساتھ ہی پہلی عرب-اسرائیل جنگ چھڑ گئی اور لاکھوں فلسطینی اپنے گھروں سے بے دخل ہو کر مہاجر بن گئے۔ یہ واقعہ فلسطینی تاریخ میں "نکبہ" یعنی تباہی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔[1] اس کے بعد سے اسرائیل نے مزید فلسطینی علاقوں پر قبضہ کیا، خاص طور پر 1967 کی جنگ میں اس نے مغربی کنارے، مشرقی یروشلم اور غزہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ فلسطینی عوام اپنی زمین، حقِ خود ارادیت اور ایک آزاد ریاست کے لیے مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں جبکہ اسرائیل اپنی توسیع پسندانہ پالیسیوں اور فوجی طاقت کے ذریعے ان کی مزاحمت کو کچلنے کی کوشش کرتا ہے۔[2]

آج مسئلہ فلسطین صرف زمین یا سرحدوں کا نہیں رہا بلکہ یہ انسانی حقوق، شناخت، مذہبی مقامات اور عالمی انصاف کا مسئلہ بن چکا ہے۔ لاکھوں فلسطینی مہاجر کیمپوں میں زندگی گزار رہے ہیں، اور جو اپنے وطن میں موجود ہیں وہ قابض افواج کی پابندیوں، بستیوں کی تعمیر، نقل و حرکت کی مشکلات اور روزانہ کے تشدد کا سامنا کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ مشرقِ وسطیٰ کی سیاست اور عالمی تعلقات کا سب سے پیچیدہ اور حساس تنازعہ ہے۔

مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے مختلف شخصیات کی کاوشیں:

مسئلہ فلسطین ایک پیچیدہ اور طویل مدتی تنازعہ ہے جو عالمی برادری کے سامنے ایک چیلنج بن کر ابھرا ہے۔ متعدد افراد نے اس تنازعے کو حل کرنے کے لیے انتھک محنت کی ہے، فلسطینی عوام کے حقوق کی وکالت کرنے اور اسرائیل کے ساتھ پر امن بقائے باہمی کو فروغ دینے کے لیے اپنا وقت، توانائی اور سفارتی مہارت وقف کی ہے۔ ان شخصیات میں مختلف ممالک کے سربراہان، اقوام متحدہ کے نمائندے، انسانی حقوق کے علمبردار اور خود فلسطینی رہنما شامل ہیں، جنہوں نے مختلف اوقات میں

[1] The Birth of the Palestinian Refugee Problem, 1947–1949 — بجی مورس (Benny Morris)

[2] Memorandum by the Presidents Special Counsel (Clifford) to President Truman [Washington ?,] March 8, 1948.

اس مسئلے کے حل کے لیے اپنے اپنے انداز میں خدمات انجام دیں۔ ان کی کاوشوں نے مسئلہ فلسطین کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے اور اس کے ممکنہ حل کی راہیں ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ذیل میں ان شخصیات کی کوششوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔

1. یاسر عرفات اور مسئلہ فلسطین

یاسر عرفات (۲۴ اگست ۱۹۲۹ء - ۱۱ نومبر ۲۰۰۴ء) فلسطینی رہنما، فلسطینی آزادی کی تحریک کے اہم ترین کرداروں میں سے ایک تھے۔ وہ فلسطینی قومی اتھارٹی کے پہلے صدر اور فلسطینی آزادی کی تنظیم (PLO) کے چیئرمین رہے۔ عرفات کو عرب دنیا میں "ابو عمار" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔[3]

یاسر عرفات نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ فلسطینیوں کی آزادی کے لیے جدوجہد میں گزارا۔ انہوں نے ۱۹۵۶ء میں "فتح" تحریک کی بنیاد رکھی، جو بعد میں فلسطینی آزادی کی تنظیم (PLO) کا ایک اہم حصہ بنی۔ عرفات نے ۱۹۷۴ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں فلسطینی عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک تاریخی تقریر کی، جس میں انہوں نے فلسطینی ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا۔

2. شیخ احمد یاسین

شیخ احمد یاسین (م ۲۰۰۴ء) فلسطینی رہنما، حماس کے بانی اور روحانی پیشوا تھے۔ انہوں نے فلسطینی مزاحمت کی تحریک میں اہم کردار ادا کیا اور

فلسطینی عوام کے حقوق کے لیے جدوجہد کی۔ ان کی زندگی اور کارنامے فلسطینیوں کے لیے ایک مشعل راہ ہیں۔

3. خالد مشعل

خالد مشعل ایک معروف فلسطینی رہنما ہیں، جو اسلامی مزاحمتی تحریک حماس کے اہم رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ حماس کے سیاسی شعبے کے سابق صدر اور اس کے بانی ارکان میں سے ایک ہیں۔ مشعل نے فلسطینی عوام کے حقوق اور آزادی کے لیے اپنی زندگی وقف کی ہے۔ خالد مشعل نے عالمی فورمز پر فلسطینی حقوق کے دفاع کے لیے آواز اٹھائی اور مختلف ممالک میں فلسطینی عوام کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے مختلف ممالک کے دورے کیے اور عالمی رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں تاکہ فلسطینی مسئلے کو عالمی سطح پر اجاگر کیا جا سکے۔

---

[3] Abd al-Ghaffaar 'Azeez, Filasteen aur Yaasir 'Arafaat (Maahnaamah Tarjuman al-Qur'an, December 2004), 4

مسئلہ فلسطین میں اقوام متحدہ کا کردار:

اقوام متحدہ نے ہمیشہ مسئلہ فلسطین کو ایک اہم بین الاقوامی تنازع کے طور پر دیکھا ہے اور اس کے حل کے لیے مختلف قراردادیں منظور کی ہیں۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیم کی قرارداد سے لے کر حالیہ دنوں تک، اقوام متحدہ نے فلسطینی عوام کے حقوق اور خود مختاری کے تحفظ کی کوششیں جاری رکھی ہیں۔ لیکن فلسطین میں سیاسی، سفارتی، اور انسانی بحرانوں کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی کوششیں عالمی سیاست کے دباؤ اور بڑی طاقتوں کے متضاد مفادات کی وجہ سے محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کونسل: (United Nations Human Rights Council)

اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کونسل (UNHRC) فلسطین میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس ادارے کا مقصد انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی تحقیق کرنا، ان کی نشاندہی کرنا، اور بین الاقوامی سطح پر ان کی روک تھام کے لیے اقدامات کرنا ہے۔ UNHRC نے اسرائیل کی جانب سے فلسطینی علاقوں میں بستیوں کی تعمیر اور دیگر غیر قانونی اقدامات کے خلاف متعدد قراردادیں منظور کی ہیں۔ ان قراردادوں میں اسرائیلی پالیسیوں کی مذمت کی گئی ہے اور فلسطینی عوام کے حقوق کی حفاظت کے لیے بین الاقوامی برادری کو اقدام کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔

- **انسانی حقوق کی کوششیں**

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ادارے، جیسے کہ انسانی حقوق کی کونسل (United Nations Human Rights Council) اور اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین (United Nations High Commissioner for Refugees)، نے بارہا فلسطینی عوام کے حقوق کی خلاف ورزیوں پر عالمی برادری کی توجہ مبذول کرائی۔ ۲۰۰۹ء میں غزہ جنگ کے دوران انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی تحقیقات کے لیے گولڈ اسٹون رپورٹ تیار کی گئی، جس میں اسرائیل اور حماس دونوں پر جنگی جرائم کے الزامات لگائے گئے۔

- **حالیہ کوششیں اور چیلنجز**

اکتوبر ۲۰۲۳ء میں حماس اور اسرائیل کے درمیان تنازع کے بعد، اقوام متحدہ نے فوری جنگ بندی کی اپیل کی اور انسانی حقوق کی پامالیوں کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ جنرل اسمبلی اور سیکریٹری جنرل نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے فوری اور مؤثر اقدامات کریں۔ تاہم، اقوام متحدہ کی کوششوں کو امریکہ اور دیگر بڑی طاقتوں کے مفادات اور ویٹو کے استعمال کی وجہ سے عملی سطح پر کامیابی نہیں ملی۔

- **یورپی یونین**

یورپی یونین نے مسئلہ فلسطین پر ایک اعتدال پسندانہ لیکن حمایتی موقف اپنایا ہے، جس میں مختلف یورپی ممالک نے فلسطینی عوام کے حقوق اور امن کے حل کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں۔ یورپی یونین نے دو ریاستی حل کی بھرپور حمایت کی

ہے اور فلسطینی علاقوں میں انسانی امداد، ترقیاتی منصوبے، اور بنیادی خدمات فراہم کرنے میں فعال کردار ادا کیا ہے۔ تاہم، اسرائیل کے ساتھ معاشی اور سیاسی تعلقات کی بنا پر عملی اقدامات میں محتاط رہے ہیں۔

او آئی سی کی تاریخ :

21 اگست 1969 کو ایک آسٹریلوی عیسائی ڈینس مائیکل نے یروشلم میں مسجد اقصیٰ میں موجود 800 سالہ قدیم منبر کو آگ لگادی جس کی لپیٹ میں مسجد اقصیٰ کی چھت بھی آ گئی۔ اِس واقعہ کے بعد پورے عالمِ اسلام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اُس وقت کے مفتیٔ اعظم فلسطین امین الحسینی نے سخت احتجاج کیا اور پورے عالمِ اسلام کو اِس واقعہ پر مضبوط موقف اختیار کرنے کی دعوت دی۔ مفتی اعظم فلسطین کی پکار پر سعودی عرب اور مراکش نے قائدانہ کردار ادا کیا، جن کی کوشش سے مراکش کے شہر رباط میں مسلم دنیا کے سربراہ اکٹھے ہوئے۔ 25 ستمبر 1969 کو اسلامی سربراہی کانفرنس کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی۔ اس کے چھ ماہ بعد ایک مرتبہ پھر سعودی عرب آگے بڑھا اور اسلامی ممالک کے تمام وزراء خارجہ کا پہلا باقاعدہ اجلاس جدہ میں منعقدہ کیا۔ 1972ء میں او آئی سی کو باقاعدہ تنظیم کی شکل دی گئی اور یہ طے پایا کہ اس کے وزرائے خارجہ کا اجلاس ہر سال منعقد ہو گا جبکہ سربراہی اجلاس ہر تین سال بعد منعقد ہوا کرے گا۔[4]

1۔ او آئی سی کے قیام کا مقصد

او آئی سی کا مقصد اسلامی ممالک کے درمیان سیاسی، اقتصادی، اور ثقافتی تعاون کو فروغ دینا تھا۔ تنظیم کے قیام کے وقت، اسلامی ممالک نے ایک ایسے پلیٹ فارم کی ضرورت محسوس کی جو انہیں مشترکہ مسائل پر بات چیت کرنے، مشاورت کرنے، اور مشترکہ اقدامات کرنے کی سہولت فراہم کرے۔ او آئی سی نے یہ پلیٹ فارم فراہم کیا، جس کے ذریعے اسلامی ممالک اپنے مشترکہ چیلنجز کا سامنا کرنے میں تعاون کر سکتے تھے۔

2۔ او آئی سی کی فلسطین کی آزادی کے لیے ابتدائی کوششیں

او آئی سی نے اپنے ابتدائی سالوں میں فلسطین کی حمایت کے لیے مختلف قراردادیں منظور کیں۔ 1969 میں تنظیم کے قیام کے فوراً بعد، او آئی سی نے ایک اہم کانفرنس منعقد کی جس میں یروشلم کی حیثیت پر غور کیا گیا اور اسرائیل کے قبضے کی شدید مذمت کی گئی۔ تنظیم نے مختلف اجلاسوں میں فلسطین کے حق میں قراردادیں پاس کیں اور عالمی برادری پر زور دیا کہ وہ

4 Roznaamah Jang, 22 March 2022

فلسطینی عوام کے حقوق کی حفاظت کریں۔ ان قراردادوں میں فلسطینی عوام کے حق خود ارادیت کی حمایت، ان کی سرزمین پر اسرائیلی قبضے کے خاتمے کا مطالبہ، اور اسرائیلی جارحیت کی شدید مذمت شامل تھی۔[5]

او آئی سی نے عالمی فورمز پر فلسطینی حقوق کے تحفظ کے لیے بھی آواز بلند کی۔ تنظیم نے اقوام متحدہ، غیر وابستہ ممالک کی تحریک، اور دیگر بین الاقوامی اداروں کے ساتھ مل کر کام کیا تاکہ فلسطینی عوام کے حقوق کی حمایت کے لیے عالمی سطح پر ایک مشترکہ مؤقف اپنایا جاسکے۔ او آئی سی کے سیکریٹری جنرل اور دیگر اعلیٰ عہدیداروں نے مختلف بین الاقوامی اجلاسوں میں شرکت کی اور وہاں فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی اور ان کی سرزمین پر اسرائیلی قبضے کے خاتمے کے لیے عالمی برادری سے اپیل کی۔

3۔ او آئی سی کے اقدامات اور قراردادیں

او آئی سی (Organization of Islamic Cooperation) نے اپنے قیام کے بعد سے ہی مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے مختلف اقدامات کیے اور اہم قراردادیں منظور کیں، جن کا مقصد فلسطینی عوام کے حقوق کا تحفظ اور اسرائیلی جارحیت کے خلاف مضبوط موقف اختیار کرنا تھا۔ او آئی سی کی کوششوں میں مختلف اجلاسوں کا انعقاد، بین الاقوامی فورمز پر فلسطینی کاز کی حمایت، اور امن مذاکرات کی حوصلہ افزائی شامل رہی ہے۔ ذیل میں تفصیل دی جارہی ہے۔

مکہ مکرمہ اور جدہ اجلاس:

1۔ مکہ مکرمہ اجلاس

مکہ مکرمہ اور جدہ اجلاس او آئی سی کی تاریخ کے اہم مواقع تھے، جہاں فلسطینی حقوق کے تحفظ اور اسرائیلی جارحیت کے خلاف مشترکہ اسلامی موقف کو تقویت دینے کی کوششیں کی گئیں۔ ان اجلاسوں میں اسلامی ممالک کے رہنماؤں نے فلسطین کے مسئلے کے حل کے لیے مشترکہ حکمت عملیوں پر غور کیا۔ او آئی سی نے ۱۹۸۱ء میں مکہ مکرمہ میں ایک اہم اجلاس منعقد کیا، جس کا مقصد فلسطینی عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے اسلامی ممالک کے درمیان اتحاد کو فروغ دینا تھا۔ اس اجلاس میں فلسطینی مسئلے کے حل کے لیے کئی قراردادیں منظور کی گئیں، جن میں اسرائیلی قبضے کی مذمت اور فلسطین کی آزادی کے حق کی حمایت شامل تھی۔ اجلاس میں اسلامی ممالک کے رہنماؤں نے اس بات پر زور دیا کہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف مشترکہ اقدامات کیے جائیں اور فلسطینی عوام کی آزادی کے لیے ہر ممکن تعاون فراہم کیا جائے۔ مکہ مکرمہ اجلاس نے اسلامی دنیا کے اتحاد کو مضبوط کیا اور فلسطین کی حمایت میں او آئی سی کے موقف کو مزید واضح کیا۔

[5] the international community at the UN General Assembly held on 21 December 2017.

اسرائیل اور فلسطین کے درمیان مذاکرات کی حمایت:

او آئی سی نے اسرائیل اور فلسطین کے درمیان امن مذاکرات کے لیے مختلف بین الاقوامی کوششوں کی حمایت کی ہے۔ تنظیم نے ۱۹۹۳ء کے اوسلو معاہدے کی حمایت کی، جس کا مقصد فلسطین اور اسرائیل کے درمیان ایک مستقل امن معاہدے کے لیے راہ ہموار کرنا تھا۔ اوسلو معاہدے کے تحت، فلسطینی عوام کو محدود خود مختاری حاصل ہوئی اور اسرائیل نے فلسطینی علاقوں سے اپنی فوج واپس بلانے کا عزم کیا۔ او آئی سی نے اس معاہدے کو مسئلہ فلسطین کے حل کی طرف ایک اہم قدم قرار دیا اور عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ اس عمل کو کامیاب بنانے کے لیے ہر ممکن تعاون فراہم کریں۔

پالیسیوں کی تبدیلی اور نئی سمتیں:

او آئی سی (Organization of Islamic Cooperation) نے 2000 کی دہائی میں مسئلہ فلسطین کو اپنے ایجنڈے کا مرکزی نقطہ بنا کر اپنی پالیسیوں میں نمایاں تبدیلیاں کیں۔ اس وقت اسلامی دنیا کو اسرائیلی جارحیت اور فلسطینی حقوق کی پامالی کے تناظر میں ایک متحرک اور مؤثر ردعمل کی ضرورت تھی۔ او آئی سی نے اس سلسلے میں اپنے پلیٹ فارم کو مزید فعال بنانے اور فلسطینی کاز کی حمایت میں نئی حکمت عملی اپنانے کی کوشش کی۔[6] تنظیم نے فلسطینی قیادت کے ساتھ مل کر عالمی سطح پر فلسطینی حقوق کو اجاگر کرنے اور ان کے تحفظ کے لیے مختلف سیاسی، معاشی، اور سفارتی اقدامات کیے۔

اہم تبدیلیاں:

2000ء کی دہائی میں، او آئی سی نے فلسطینی مسئلے کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کے لیے متعدد اہم اجلاس منعقد کیے اور اس کی حمایت میں مزید جامع حکمت عملی تیار کی۔ تنظیم نے اسلامی ممالک کے رہنماؤں کو متحد کرنے کے لیے کوششیں کیں، تاکہ وہ ایک متفقہ موقف کے ساتھ فلسطین کے مسئلے کو عالمی فورمز پر پیش کر سکیں۔ اس دوران او آئی سی نے فلسطینی قیادت کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہ کر ان کی مشکلات اور ضروریات کو سمجھا اور اس کے مطابق اپنی پالیسیاں ترتیب دیں۔

او آئی سی نے عالمی سطح پر فلسطین کی حمایت کے لیے اپنی کوششوں میں اضافہ کیا اور کئی مواقع پر اسرائیلی اقدامات کی مذمت کرتے ہوئے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی کے لیے قدم اٹھائے۔ تنظیم نے فلسطینی عوام کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کے لیے 'یوم القدس' منانے کی روایت کو بھی تقویت دی، تاکہ دنیا بھر میں اسرائیلی جارحیت کے خلاف آواز اٹھائی جا سکے۔

---

[6] Report of the Secretary-General, OIC, June 2000 (کوالالمپور، 27-30 جون 2000)

- **دو ریاستی حل کی حمایت**

او آئی سی نے فلسطین اور اسرائیل کے درمیان دو ریاستی حل کی حمایت کرتے ہوئے ایک منصفانہ اور پائیدار امن کے قیام کی کوشش کی۔ تنظیم نے اس موقف کو عالمی سطح پر مضبوطی سے پیش کیا، تاکہ فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی ممکن ہو سکے۔

- **دو ریاستی حل کا تصور**

دو ریاستی حل کی حمایت او آئی سی کی ایک اہم پالیسی تبدیلی تھی، جس کا مقصد فلسطین اور اسرائیل کے درمیان ایک پائیدار اور منصفانہ امن کا قیام تھا۔ دو ریاستی حل کے تحت، اسرائیل اور فلسطین کو دو آزاد ریاستوں کے طور پر تسلیم کیا جانا تھا، جن میں فلسطین کی ریاست کی حدود ۱۹۶۷ء سے پہلے کی سرحدوں پر مبنی ہوتی، اور یروشلم کو فلسطین کا دارالحکومت تسلیم کیا جاتا۔ او آئی سی نے دو ریاستی حل کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے اس موقف کو عالمی فورمز پر مضبوطی سے پیش کیا اور اقوام متحدہ سمیت دیگر بین الاقوامی اداروں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس حل کی حمایت کریں۔

- **دو ریاستی حل کی حمایت کے اقدامات**

او آئی سی نے فلسطینی حقوق کی بحالی اور دو ریاستی حل کے حق میں متعدد قراردادیں منظور کیں اور اسلامی ممالک کے رہنماؤں کو بھی اس حل کی حمایت کے لیے متحد کیا۔ تنظیم نے اسرائیل کی جانب سے آبادکاری کی توسیع اور فلسطینی علاقوں پر قبضے کی مخالفت کی اور ان اقدامات کو دو ریاستی حل کے لیے ایک بڑا خطرہ قرار دیا۔ او آئی سی نے یہ موقف اختیار کیا کہ اسرائیل کے ان اقدامات سے فلسطین کے مسئلے کا پرامن حل ممکن نہیں ہوگا اور عالمی برادری کو فوری اقدامات کرنے چاہییے۔

او آئی سی کی جانب سے دو ریاستی حل کی حمایت نے نہ صرف اسلامی ممالک کو متحد کیا بلکہ عالمی سطح پر بھی اس حل کے لیے ایک مضبوط موقف اپنانے میں مدد فراہم کی۔ تنظیم نے اپنی پالیسیوں میں تبدیلی کے ذریعے فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی کے لیے ایک جامع حکمت عملی اپنائی اور بین الاقوامی برادری کو اس مسئلے کے حل کے لیے عملی اقدامات اٹھانے کی ترغیب دی۔[7]

او آئی سی کی پالیسیوں میں تبدیلی اور مسئلہ فلسطین پر نئی سمتیں اختیار کرنا ۲۰۰۰ء کی دہائی میں تنظیم کی کارکردگی کو مزید مؤثر بنانے کے لیے اہم ثابت ہوا۔ دو ریاستی حل کی حمایت نے فلسطین کے مسئلے کے حل کے لیے ایک منصفانہ اور پائیدار

[7] Report of the Secretary-General, OIC, June 2000 (27-30 کوالالمپور،2000جون)

راستہ فراہم کیا اور اسلامی دنیا کو ایک متفقہ موقف اختیار کرنے کا موقع دیا۔ او آئی سی کی ان کوششوں نے عالمی سطح پر فلسطینی عوام کے حقوق کے تحفظ اور مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے عملی اقدامات کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

او آئی سی کے اسلامی سربراہی اجلاس

اجلاس/کانفرنس	تاریخ	شہر/ملک	نوعیت/نوٹس
پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس	ستمبر 1969	رباط، مراکش	تاسیسی اجلاس
دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس	22–24 فروری 1974	لاہور، پاکستان	پاکستان کی میزبانی — ابتدائی اہم کانفرنس
تیسری اسلامی سربراہی کانفرنس	25–28 جنوری 1981	مکہ مکرمہ، سعودی عرب	سیاسی، معاشی، ثقافتی قراردادیں
چوتھی اسلامی سربراہی کانفرنس	16–19 جنوری 1984	کاسابلانکا، مراکش	تنظیمی اور سیاسی امور شامل تھے
پانچویں اسلامی سربراہی کانفرنس	26–29 جنوری 1987	کویت، ریاستِ کویت	تنظیمی، سیاسی و اقتصادی معاملات شامل
چھٹی اسلامی سربراہی کانفرنس	9–11 دسمبر 1991	ڈکار، سینیگال	معمول کے اجلاس کا حصہ- OIC کی عالمی ذمہ داریاں جاری
ساتویں اسلامی سربراہی کانفرنس	13–15 دسمبر 1994	کاسابلانکا، مراکش	عالمی اسلامی مسائل (تنازعات، تعاون) پر توجہ
پہلا غیر معمولی اجلاس	23–24 مارچ 1997	اسلام آباد، پاکستان	یہ اجلاس فلسطین، کشمیر اور مسلم امہ کو درپیش خطرات پر مسلم ممالک کے اجتماعی مؤقف کو مضبوط بنانے کے لیے بلایا گیا تھا۔
آٹھویں اسلامی سربراہی کانفرنس	9–11 دسمبر 1997	تہران، ایران	مسلم دنیا کو درپیش چیلنجز (سیاسی/ثقافتی) پر بات

نویں اسلامی سربراہی کانفرنس	12–13 نومبر 2000	دوحہ، قطر	سیاسی قراردادیں بشمول فلسطین و دیگر عالمی مسائل
دوسرا غیر معمولی اجلاس	4–5 مارچ2003	دوحہ،قطر	عراق پر ممکنہ امریکی حملے،اور فلسطین / عراق کی صورتِ حال— مسلم دنیا کی مشترکہ پالیسی طے کرنا
دسویں اسلامی سربراہی کانفرنس	16–17 اکتوبر 2003	پتراجایا، ملائیشیا	علم واخلاق کے ذریعے امت کی ترقی کا اجلاس
تیسرا غیر معمولی اجلاس	7–8 دسمبر2005	مکہ،سعودی عرب	اس "غیر معمولی" اجلاس کو مسلم اُمّت کو درپیش شدید بحران اور اسلاموفوبیا، عالمِ اسلام کی بدنامی، تشدد و انتشار، اور عالمِ اسلام کے "عالمی چیلنجز" کے پیش نظر بلایا گیا تھا۔[8]
گیارھویں اسلامی سربراہی کانفرنس	13–14 مارچ 2008	ڈاکار، سینیگال	فلسطینی عوام کی حمایت، القدس کے اسلامی وعربی تشخص کے تحفظ، اور اسرائیل کی پالیسیوں کی تنقید کو دوبارہ دہرایا۔ فلسطین کوOIC کی اولین ترجیح قرار دیا گیا
چوتھا غیر معمولی اجلاس	14–15 اگست 2012	مکہ،سعودی عرب	ایک غیر معمولی (Extraordinary) اجلاس تھا، یعنی جب مسلم دنیا کو شدت سے اتحاد، مشترکہ ردعمل، اور یکجہتی کی ضرورت تھی—خاص طور پر شام کی خانہ جنگی، روہنگیا بحران، فلسطینی مسئلے اور دیگر تنازعات کی روشنی میں
بارھویں اسلامی سربراہی کانفرنس	6–7 فروری 2013	قاہرہ، مصر	اجلاس کا موضوع تھا: The Muslim World: New Challenges & Expanding Opportunities یعنی مسلم دنیا: نئے چیلنجز اور وسعت پاتی مواقع

[8] "Third Extraordinary Session of the Islamic Summit Conference Opens in Mecca," UPI, December 7, 2005

پانچواں غیر معمولی اجلاس	6–7 مارچ 2016	جکارتا، انڈونیشیا	اجلاس کا مقصد بنیادی طور پر Al-Quds Al-Sharif (یروشلم) اور State of Palestine کے مسئلے پر مسلمان اُمّت کی یکجہتی کو اجاگر کرنا تھا
تیرھویں اسلامی سربراہی کانفرنس	14–15 اپریل 2016	استنبول، ترکیہ	فلسطین کی حمایت جاری رکھی گئی اور اسرائیلی قبضے کی شدید مذمت کی گئی۔ القدس کو فلسطین کا غیر منقسم دارالحکومت قرار دیا گیا۔
چھٹا غیر معمولی اجلاس	13 دسمبر 2017	استنبول، ترکیہ	یہ اجلاس خاص طور پر القدس کے مسئلے پر مسلمانوں کی یکجہتی کو ظاہر کرنے اور امریکہ کے فیصلے کے خلاف اسلامک دنیا کے ردعمل کی نمائندگی کرتا ہے[9]
ساتواں غیر معمولی اجلاس	18 مئی 2018	استنبول، ترکیہ	یہ اجلاس خاص طور پر امریکہ کے القدس کے بارے میں فیصلے کے خلاف مسلم اُمّت کے ردعمل اور فلسطینی عوام کی حمایت کا اظہار تھا۔
چودھویں اسلامی سربراہی کانفرنس	31 مئی 2019	مکہ، سعودی عرب	یہ اجلاس فلسطین کے مسئلے کو مرکز میں رکھ کر اسلامی دنیا کی یکجہتی اور عالمی تعاون کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔
آٹھواں غیر معمولی اسلامی سربراہی اجلاس	19 دسمبر 2021	اسلام آباد، پاکستان	افغانستان میں خوراک، ادویات اور مالیاتی نظام کے بند ہونے پر OIC نے تشویش کا اظہار کیا۔ OIC نے افغانستان کی مدد کے لیے "Humanitarian Trust Fund" قائم کرنے کا اعلان کیا۔
نواں غیر معمولی	18 اکتوبر 2023	جدہ، سعودی	2023 Gaza–Israel جنگ کے آغاز پر OIC کا

[9] Organisation of Islamic Cooperation, "Final Communiqué of the Extraordinary Islamic Summit Conference to Consider the Situation in Wake of US Administration's Recognition of the City of Al-Quds Ash-Sharif," December 13, 2017, Istanbul, Turkey

اسلامی سربراہی اجلاس		عرب	ہنگامی اجلاس بلایا گیا۔ اجلاس میں اسرائیل کی جارحیت، بمباری اور معصوم فلسطینیوں کی شہادتوں کی شدید مذمت کی گئی۔ OIC نے فوری فائربندی (Ceasefire) کا مطالبہ کیا۔
پندرھویں اسلامی سربراہی کانفرنس	4 مئی 2024	بنجول، گیمبیا	اسرائیل کی غزہ میں جاری جارحیت اور اسلاموفوبیا کے خلاف متفقہ موقف اختیار کیا گیا[10]
سولھویں اسلامی سربراہی کانفرنس	متوقع 23-24 جون 2026	باکو، آذربائیجان	اس سمٹ کی میزبانی کا فیصلہ 15 ویں سمٹ میں کیا گیا، جو 2026 میں منعقد ہوگی

اب تک او آئی سی کے اسلامی سربراہی اجلاسوں کا جائزہ:

او آئی سی کے اسلامی سربراہی اجلاس اب تک پندرہ بار منعقد ہو چکے ہیں۔

1. **پہلا اسلامی سربراہی اجلاس:**

پہلا اجلاس 25 ستمبر 1969 کو رباط، مراکش میں اس وقت منعقد ہوا جب مسجد اقصیٰ پر حملے نے پوری مسلم دنیا کو جھنجھوڑ دیا۔ اس اجلاس میں مسلم ممالک نے مشترکہ طور پر اسرائیلی جارحیت کی مذمت کی اور فلسطین کے مسئلے کو اسلامی دنیا کے ایجنڈے کا سب سے اہم اور مرکزی نکتہ قرار دیا۔ یروشلم کی حیثیت کو محفوظ رکھنے اور فلسطینی عوام کے حق خود ارادیت کی حمایت پر زور دیا گیا۔[11] یہی وہ اجلاس تھا جس نے او آئی سی کی بنیاد ڈالی اور مسلم دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کا آغاز کیا۔

2. **دوسرا اسلامی سربراہی اجلاس**

دوسرا اسلامی سربراہی اجلاس 22 تا 24 فروری 1974 کو لاہور، پاکستان میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مسلم ممالک کے سربراہان نے فلسطینی عوام کی بھرپور حمایت کا اعادہ کیا اور ان کے حق خود ارادیت کو تسلیم کیا۔ اسی اجلاس میں ایک

[10] Organisation of Islamic Cooperation, “15th Islamic Summit Conference – Banjul, The Gambia,” accessed November 29, 2025, https://www.oic-oci.org

[11] OIC First Islamic Summit – Final Declaration, 1969 (oci.org)
"The First Islamic Summit Conference was held in Rabat, Kingdom of Morocco, on 25 September 1969, following the criminal arson of Al-Aqsa Mosque. The Conference declared full solidarity with the Palestinian people and considered the question of Al-Quds Al-Sharif and Palestine as central to the Muslim Ummah."

اہم فیصلہ یہ بھی کیا گیا کہ بنگلہ دیش کو او آئی سی میں رکنیت دی جائے، جس کے بعد پاکستان نے باضابطہ طور پر بنگلہ دیش کو تسلیم کیا۔ یہ اجلاس اسلامی دنیا کی یکجہتی اور نئے جغرافیائی حقائق کو تسلیم کرنے کے حوالے سے سنگِ میل سمجھا جاتا ہے۔[12]

3. تیسرا اسلامی سربراہی اجلاس

تیسرا اسلامی سربراہی اجلاس 25 تا 28 جنوری 1981 کو مکہ المکرمہ (سعودی عرب) میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کا بنیادی مقصد مسلم دنیا میں اسلامی یکجہتی کو مضبوط کرنا اور اس دور کے اہم مسائل پر مشترکہ حکمت عملی طے کرنا تھا۔ اجلاس میں فلسطین کے مسئلے کو ایک بار پھر مرکزی حیثیت دی گئی اور اسرائیلی قبضے کی شدید مذمت کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ افغانستان میں سوویت یونین کی مداخلت پر تفصیل سے غور کیا گیا اور اسے مسلم ممالک کی آزادی اور خودمختاری کے خلاف سنگین اقدام قرار دیا گیا۔ اجلاس میں مسلم دنیا کے درمیان تعاون کو فروغ دینے اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے مسائل اجاگر کرنے پر بھی زور دیا گیا۔[13]

4. چوتھا اسلامی سربراہی اجلاس

چوتھا اسلامی سربراہی اجلاس 16 تا 19 جنوری 1984 کو کاسابلانکا، مراکش میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مشرقِ وسطیٰ کی صورتحال پر تفصیل سے غور کیا گیا اور فلسطینی عوام کی جدوجہد کو مسلم دنیا کے لیے مرکزی اہمیت قرار دیا گیا۔ شرکاء نے اسرائیلی قبضے کی مذمت کی اور عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ فلسطینی عوام کے حق خودارادیت کو تسلیم کرے اور ان کے خلاف اسرائیلی مظالم بند کرائے۔ اجلاس میں لبنان کی صورتحال، ایران۔ عراق جنگ، اور دیگر علاقائی مسائل پر بھی بات ہوئی، مگر فلسطینی عوام کی حمایت اور القدس کو مسلم امہ کے لیے مقدس امانت قرار دینا مرکزی نکات رہے۔[14]

5. پانچواں اسلامی سربراہی اجلاس

پانچواں اسلامی سربراہی اجلاس 26 تا 29 جنوری 1987 کو کویت سٹی (کویت) میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مسلم دنیا کو درپیش بڑے مسائل پر غور کیا گیا۔ سب سے اہم نکات میں ایران۔ عراق جنگ شامل تھی، جس پر شرکاء نے تشویش کا اظہار کیا اور دونوں فریقین سے جنگ بندی اور بات چیت کے ذریعے مسئلے کو حل کرنے پر زور دیا۔ اسی اجلاس میں فلسطینی عوام

---

[12] OIC – Second Islamic Summit Conference, Lahore, 22–24 February 1974 (oic-oci.org)

[13] Third Islamic Summit Conference, Makkah al-Mukarramah, 25–28 January 1981 – Final Communiqué (oic-oci.org)

[14] Fourth Islamic Summit Conference, Casablanca, 16–19 January 1984 – Final Communiqué (oic-oci.org)

کی جدوجہد کو بھرپور حمایت دینے اور ان کے حق خود ارادیت کی توثیق کے لیے قراردادیں منظور کی گئیں۔ اجلاس نے اسرائیل کے جارحانہ اقدامات کی مذمت کی اور عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ فلسطینی عوام کی حمایت میں مزید کردار ادا کرے۔[15]

6. چھٹا اجلاس — 9 تا 11 دسمبر 1991، ڈاکار (سینیگال)

اس اجلاس میں فلسطین کے ساتھ ساتھ بوسنیا اور صومالیہ کے بحرانوں پر بھی تفصیلی غور کیا گیا۔ بوسنیا میں مسلمانوں پر مظالم کی مذمت کی گئی اور عالمی برادری سے فوری مداخلت کا مطالبہ کیا گیا۔

7. ساتواں اجلاس — 13 تا 15 دسمبر 1994، کاسابلانکا (مراکش)

اس اجلاس میں الجزائر کی اندرونی صورتحال پر توجہ دی گئی، ساتھ ہی فلسطینی عوام کی حمایت کو دہرایا گیا اور اسرائیلی پالیسیوں کی مذمت کی گئی۔

8. آٹھواں اجلاس

آٹھواں اسلامی سربراہی اجلاس 9 تا 11 دسمبر 1997 کو تہران، ایران میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کا مرکزی نکتہ اسلامی ممالک کے درمیان تعاون اور اتحاد کو مزید مضبوط کرنا تھا تاکہ عالمی سطح پر مسلم امہ کا مؤثر کردار اجاگر کیا جا سکے۔ اجلاس میں سیاسی، اقتصادی، سائنسی اور ثقافتی میدانوں میں باہمی تعاون کو وسعت دینے پر زور دیا گیا۔ فلسطین کے مسئلے کو ایک مرتبہ پھر ایجنڈے کا بنیادی حصہ قرار دیا گیا اور اسرائیلی قبضے کی مذمت کرتے ہوئے عالمی برادری پر زور دیا گیا کہ وہ فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔ اس اجلاس نے مسلم دنیا کی یکجہتی کو عالمی امن و انصاف کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی۔[16]

9. نواں اجلاس

نویں اسلامی سربراہی اجلاس 12 تا 13 نومبر 2000 کو دوحہ، قطر میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس ایسے وقت میں بلایا گیا جب فلسطین میں دوسری انتفاضہ عروج پر تھی اور اسرائیلی افواج کی کارروائیوں نے خطے کو بحرانی صورتحال میں ڈال دیا تھا۔ اجلاس میں فلسطینی عوام کی جدوجہد کو جائز اور قانونی قرار دیا گیا اور ان کے حق خود ارادیت کی بھرپور حمایت کی گئی۔ اسرائیلی جارحیت اور القدس پر قبضے کی شدید مذمت کی گئی۔ شرکاء نے عالمی برادری، خصوصاً اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل سے

---

15 Fifth Islamic Summit Conference, Kuwait, 26–29 January 1987 – Final Communiqué (oic-oci.org)

16 Link https://www.oic-oci.org/archive/english/conf/is/8/8th-is-summit-final-communique-en.pdf?utm_source=chatgpt.com

مطالبہ کیا کہ وہ اسرائیل کو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی سے روکیں اور فلسطینی عوام کو تحفظ فراہم کریں۔ اس اجلاس کی قراردادوں میں فلسطینی ریاست کے قیام کی حمایت اور القدس کو اس کا دارالحکومت قرار دینے پر زور دیا گیا۔

10. دسواں اجلاس — 16 تا 17 اکتوبر 2003، پتر جایا (ملائیشیا)

یہ اجلاس عراق جنگ کے پس منظر میں ہوا۔ اس میں عراق میں غیر ملکی مداخلت پر تشویش ظاہر کی گئی اور فلسطینی ریاست کے قیام پر زور دیا گیا۔

11. گیارہواں اجلاس — 13 تا 14 مارچ 2008، ڈاکار (سینیگال)

اس اجلاس میں او آئی سی کے چارٹر میں بڑی اصلاحات کی گئیں تاکہ تنظیم کو زیادہ مؤثر اور فعال بنایا جاسکے۔

12. بارہواں اجلاس — 6 تا 7 فروری 2013، قاہرہ (مصر)

یہ اجلاس عرب بہار کے تناظر میں منعقد ہوا۔ مسلم دنیا میں سیاسی تبدیلیوں، شام کی خانہ جنگی اور فلسطین کی صورتحال پر خاص توجہ دی گئی۔

13. تیرہواں اسلامی سربراہی اجلاس

تیرہواں اسلامی سربراہی اجلاس 14 تا 15 اپریل 2016 کو استنبول، ترکی میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا مرکزی موضوع "Unity and Solidarity for Justice and Peace" تھا۔ اس اجلاس میں مسلم دنیا کے اندر اتحاد و یکجہتی کو فروغ دینے پر زور دیا گیا اور فلسطینی عوام کی بھرپور حمایت کی گئی۔ اجلاس کے مشترکہ اعلامیے میں فلسطینی عوام کے حق خودارادیت، آزاد ریاست کے قیام، اور القدس کو اس کا دارالحکومت تسلیم کرنے پر زور دیا گیا۔ مزید برآں، اسرائیلی جارحانہ اقدامات، بستیوں کی تعمیر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مذمت کی گئی۔ اجلاس میں دہشت

گردی اور اسلاموفوبیا جیسے مسائل کو بھی زیر غور لایا گیا اور اس کے خلاف مشترکہ حکمت عملی اختیار کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔[17]

14. چودھواں اسلامی سربراہی اجلاس

چودھواں اسلامی سربراہی اجلاس 31 مئی 2019 کو مکہ مکرمہ، سعودی عرب میں منعقد ہوا۔ اجلاس کے اعلامیے میں واضح طور پر کہا گیا کہ مشرقی یروشلم آزاد فلسطینی ریاست کا دارالحکومت ہے اور عالمی برادری سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ

[17] https://www.oic-oci.org/archive/english/conf/is/13/13th-is-summit-final-communique-en.pdf?utm_source=chatgpt.com

اسرائیلی قبضے کے خاتمے اور فلسطینی عوام کے حق خود ارادیت کی حمایت کرے۔ اجلاس نے اسرائیل کے غیر قانونی اقدامات، بالخصوص بستیوں کی تعمیر اور مقدس مقامات کی توہین کی سخت مذمت کی۔ اس کے ساتھ ساتھ، اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے رجحان پر تشویش ظاہر کی گئی اور رکن ممالک پر زور دیا گیا کہ وہ بین الاقوامی سطح پر اسلاموفوبیا کے خلاف مشترکہ حکمتِ عملی اپنائیں۔ مزید برآں، اجلاس نے مسلم دنیا کے اتحاد و یکجہتی پر زور دیتے ہوئے دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف مربوط اقدامات کی ضرورت پر بھی زور دیا۔[18]

15. پندرھواں اجلاس

پندرہواں OIC سربراہی اجلاس 4 اور 5 مئی 2024 کو گیمبیا کے شہر بانجول میں ہوا۔ اس اجلاس میں مختلف اسلامی ممالک کے سربراہان اور نمائندوں نے شرکت کی۔ اس ملاقات کا مرکزی موضوع یہ تھا کہ مسلم ممالک آپس میں بات چیت اور تعاون بڑھا کر ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد کو مضبوط بنائیں اور پائیدار ترقی کی طرف مل کر قدم بڑھائیں۔ اجلاس کا مقصد یہ بھی تھا کہ اسلامی دنیا کو درپیش سیاسی، سماجی اور ترقی سے متعلق مسائل پر ایک ساتھ بیٹھ کر آسان اور مشترکہ حل نکالے جائیں، تاکہ پوری مسلم امّت کے مفادات کا بہتر طریقے سے خیال رکھا جا سکے۔

OIC کے رکن ممالک کے سربراہان اور اعلیٰ حکومتی نمائندوں نے بانجول میں جمع ہو کر مسلم دنیا کو درپیش اہم سیاسی، معاشی اور انسانی چیلنجز پر تفصیلی مشاورت کی۔ اجلاس کے آخر میں بانجول اعلامیہ منظور کیا گیا، جس میں مشترکہ فیصلوں، اہداف اور پالیسیوں کو رسمی طور پر تسلیم کیا گیا۔ اس سربراہی اجلاس میں اسلامی ممالک کے درمیان باہمی اتحاد، تعاون اور یکجہتی کو مزید مضبوط بنانے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ خاص طور پر پائیدار ترقی، بامقصد مکالمے اور باہمی سمجھ بوجھ کو مستقبل کے تعاون کی بنیاد قرار دیا گیا۔ کانفرنس کے دوران رکن ممالک نے عالمی حالات، معاشرتی مسائل، اقتصادی صورتحال، انسانی حقوق اور بین الاقوامی امور پر ایک متحد اور ہم آہنگ موقف اختیار کرنے کا عزم ظاہر کیا، تاکہ مسلم امہ کے اجتماعی مفادات کا بہتر طور پر دفاع کیا جا سکے۔

اہم نکات اور قراردادیں:

اجلاس نے فلسطینی مسئلے اور یروشلم کو مسلم اُمت کے لیے مرکزیت دی، اور فلسطینی عوام کے لیے ان کے حقِ خودارادیت، مینائی ریاست (1967 کی سرحدوں پر) اور القدس کو اس کی دارالحکومت تسلیم کرنے کی حمایت کا اعادہ کیا۔

---

[18] https://www.oic-oci.org/archive/english/conf/is/14/14th-is-summit-final-communique-en.pdf?utm_source=chatgpt.com

اسرائیلی جارحیت، مخصوص طور پر غزہ پر حملوں، انسانی حقوق کی پامالی، اور فلسطینی آبادی کو زبردستی بے گھر کرنے کی شدید مذمت کی گئی۔ اجلاس نے فوراًاور بلاشرط جنگ بندی کا مطالبہ کیا۔[19]

اجلاس نے اسرائیلی اقدامات کو غیر قانونی اور عالمی قانون واقوام متحدہ کی قراردادوں کے خلاف قرار دیا؛ اور یہ قرار دیا کہ القدس کے مقدس مقامات کی انتظامی حیثیت کو تبدیل کرنے کی کوئی کوشش قبول نہیں کی جائے گی۔ اس کے علاوہ، اجلاس نے سوڈان سمیت دیگر مسلم ممالک میں درپیش حالات، انسانی بحرانوں، اور کشیدگیوں پر بھی تبادلہ خیال کیا اور رکن ممالک سے کہا کہ وہ ان مسائل حل کرنے میں تعاون بڑھائیں۔

یروشلم کے مسئلے پر او آئی سی کا مؤقف: یروشلم کا مسئلہ او آئی سی کے ایجنڈے میں ایک بنیادی اور حساس موضوع رہا ہے۔ تنظیم نے یروشلم کو فلسطین کا دارالحکومت قرار دینے اور اسرائیلی قبضے کی مذمت کرنے کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ او آئی سی نے 1980 کی دہائی میں یروشلم کی حیثیت کے تحفظ کے لیے اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں سے بھرپور رابطہ کیا اور یروشلم کی اسلامی شناخت اور اس کے تاریخی مقامات کی حفاظت کے لیے اقدامات کی درخواست کی۔

۱۹۷۵ء میں او آئی سی نے یروشلم کے مسئلے پر ایک خصوصی کمیٹی قائم کی، جس کا مقصد یروشلم کی اسلامی شناخت کی حفاظت کرنا، اسرائیل کے غیر قانونی قبضے کو مسترد کرنا، اور فلسطینی عوام کے حقوق کے لیے عالمی حمایت حاصل کرنا تھا۔ اس کمیٹی نے عالمی سطح پر اسلامی ممالک کے مشترکہ موقف کو پیش کرنے اور فلسطینی عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے او آئی سی کی کوششوں کو مؤثر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

او آئی سی کی حالیہ کارروائیاں: او آئی سی (Organization of Islamic Cooperation) نے ۲۰۱۰ء کے بعد فلسطین کے مسئلے کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے اور فلسطینی عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ جدید دور میں او آئی سی کی کوششیں فلسطین کی آزادی، خود مختاری، اور انسانی حقوق کی بحالی پر مرکوز رہی ہیں۔ تنظیم نے بین الاقوامی برادری کے سامنے فلسطینی عوام کے مطالبات کو مضبوطی سے پیش کرنے اور اسرائیلی جارحیت کے خلاف مشترکہ اسلامی موقف اختیار کرنے کے لیے مختلف اجلاس اور مذاکرات منعقد کیے ہیں۔

[19] وہ اجلاس درحقیقت High-Level International Conference for the Peaceful Settlement of the Question of Palestine and the Implementation of the Two-State Solution ہے، جو ۲۸ تا ۳۰ جولائی ۲۰۲۵ کو نیویارک میں اقوام متحدہ کے تحت منعقد ہوئی۔

غزہ کی صورتحال پر او آئی سی کی کوششیں: غزہ کی پٹی میں جاری انسانی بحران کے پیشِ نظر، او آئی سی نے فلسطینی عوام کی مدد کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں۔ تنظیم نے اسرائیلی جارحیت کی مذمت کرتے ہوئے عالمی برادری سے فوری امدادی کارروائیوں کا مطالبہ کیا ہے۔

غزہ کی پٹی کی صورتحال: غزہ کی پٹی میں اسرائیل کی جانب سے جاری محاصرے اور فوجی کارروائیوں نے علاقے میں شدید انسانی بحران پیدا کر دیا ہے۔ اس تناظر میں، او آئی سی نے نہ صرف اسرائیلی اقدامات کی مذمت کی بلکہ فلسطینی عوام کو امداد فراہم کرنے کے لیے عملی اقدامات بھی کیے۔ تنظیم نے غزہ میں انسانی حقوق کی پامالی اور انسانی بحران کو کم کرنے کے لیے مختلف ریلیف پروگرامز شروع کیے، جن کے ذریعے انسانی امداد، طبی سہولیات، اور دیگر ضروری اشیاء کی فراہمی ممکن بنائی گئی۔

غزہ کے لیے امدادی کوششیں: او آئی سی نے غزہ کے انسانی بحران کو کم کرنے کے لیے بین الاقوامی برادری سے بھی اپیل کی کہ وہ فلسطینی عوام کی امداد کے لیے اپنے وسائل فراہم کریں۔ ۲۰۱۴ء میں او آئی سی کے ہنگامی اجلاس کے دوران، اسلامی ممالک نے غزہ کے عوام کے لیے فوری امداد کی فراہمی کے عزم کا اعادہ کیا اور اسرائیلی فوجی کارروائیوں کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا۔ تنظیم نے امدادی کوششوں کے ذریعے غزہ کی عوام کو غذا، ادویات، اور دیگر بنیادی ضروریات کی فراہمی یقینی بنائی اور اسرائیل کے غزہ پر محاصرے کے خاتمے کے لیے عالمی دباؤ بڑھانے کی کوشش کی۔

او آئی سی نے غزہ کی پٹی میں جاری انسانی بحران کے حل کے لیے متعدد قراردادیں منظور کیں اور اقوام متحدہ سمیت دیگر بین الاقوامی فورمز پر فلسطینی عوام کے حق میں آواز بلند کی۔ تنظیم نے اسرائیلی جارحیت کو عالمی قوانین کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے فلسطینی عوام کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا اور بین الاقوامی برادری کو خبردار کیا کہ فلسطین کے مسئلے کا حل انسانی حقوق کے عالمی معیاروں کے مطابق ہونا چاہیے۔[20]

او آئی سی کی حالیہ کارروائیاں فلسطینی عوام کے حقوق کے تحفظ اور مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے تنظیم کی عزم اور کوششوں کا مظہر ہیں۔ تنظیم نے جدید دور کے مسائل کے تناظر میں فلسطین کے مسئلے کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے اور فلسطینی عوام کی حمایت میں مشترکہ اسلامی موقف کو مستحکم کرنے کی کوشش کی ہے۔ او آئی سی کی کوششیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ اسلامی دنیا فلسطین کے مسئلے کے حل کے لیے متحد ہے اور عالمی برادری کو مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

---

[20] OIC Enlarged Ministerial-Level Extraordinary Executive Meeting regarding the grave situation in the occupied State of Palestine including Al-

اسلامی ممالک کی قیادت کی کوششیں: او آئی سی کے مختلف اسلامی ممالک کے رہنماؤں نے فلسطینی عوام کی حمایت میں متعدد بیانات دیے اور عملی اقدامات کیے۔ اسلامی ممالک کے سربراہان نے فلسطین کی آزادی اور خود مختاری کے حق میں آواز اٹھاتے ہوئے عالمی برادری کو اسرائیلی اقدامات کے خلاف کارروائی کرنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے مختلف بین الاقوامی فورمز پر فلسطین کے مسئلے کو اجاگر کرنے اور فلسطینی حقوق کی بحالی کے لیے مشترکہ موقف اختیار کیا۔

عملی اقدامات اور امداد: اسلامی ممالک کے رہنماؤں نے فلسطینی عوام کے لیے امدادی پروگرامز کی حمایت کی اور غزہ کی پٹی میں جاری انسانی بحران کے لیے مالی اور انسانی امداد فراہم کی۔ انہوں نے فلسطین کے مسئلے پر بین الاقوامی کانفرنسوں اور اجلاسوں میں شرکت کرتے ہوئے اسلامی ممالک کے متفقہ موقف کو مضبوط کیا۔ اسلامی ممالک نے فلسطینی قیادت کے ساتھ مل کر مختلف بین الاقوامی منصوبوں اور امن مذاکرات کی حمایت کی، تاکہ فلسطین اور اسرائیل کے درمیان ایک منصفانہ اور پائیدار امن قائم کیا جاسکے۔

پاکستان اور دیگر ممالک کی حمایت: پاکستان نے او آئی سی کی کمیٹی آف سکس میں فلسطین کی حمایت کو ایسے وقت میں مزید مضبوط کیا جب اسرائیلی جارحیت شدت اختیار کر چکی ہے۔ پاکستانی وزیر خارجہ کی تقریریں اور بیانات او آئی سی کے پلیٹ فارم پر فلسطینیوں کی حمایت اور اسرائیل کی مذمت کو دوہراتے رہتے ہیں۔[21] دیگر مسلم ممالک بھی او آئی سی کے ذریعے اس مسئلے پر سیاسی و سفارتی یکجہتی کا مظاہرہ کر رہے ہیں تاکہ فلسطین کی قانونی و انسانی حقوق کی بحالی کے لیے موثر اقدامات کیے جا سکیں۔

اجتماعی کوششیں: اسلامی ممالک کی قیادت نے فلسطینی عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے اجتماعی کوششیں کیں، جیسے کہ مشترکہ اعلامیے، قراردادیں، اور بین الاقوامی سطح پر فلسطین کے حق میں بیانات جاری کیے۔ انہوں نے فلسطین کی حمایت میں عالمی سطح پر مہم چلائی اور اسلامی دنیا کے اندر اتحاد کو برقرار رکھنے کی کوشش کی، تاکہ فلسطینی عوام کی مشکلات کو اجاگر کیا جاسکے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے عملی اقدامات کیے جا سکیں۔

[21] Pakistan Calls for Urgent Action at the Meeting of the OIC Committee of Six on Palestine
At the meeting of the OIC Committee of Six on Palestine, the Deputy Prime Minister/Foreign Minister of Pakistan reaffirmed Pakistan’s unwavering commitment to the Palestinian cause, describing it as central to the OIC’s objectives. He stressed that the world continues to witness the harrowing tragedy unfolding in the Occupied Palestinian Territory, particularly Gaza, where civilian infrastructure has been deliberately targeted and the suffering of the population has reached catastrophic levels.

او آئی سی کی قیادت، بشمول سیکریٹری جنرل اور اسلامی ممالک کے رہنماؤں، نے فلسطین کے مسئلے پر عالمی سطح پر توجہ دلانے اور اسلامی ممالک کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کی کوششوں نے فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی اور مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے عالمی برادری کو متحرک کرنے میں مدد فراہم کی ہے۔ ان کی قیادت نے او آئی سی کو فلسطین کے مسئلے پر مؤثر اور متحرک پلیٹ فارم بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

خلاصہ کلام

او آئی سی نے مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے مختلف دہائیوں کے دوران متعدد اقدامات کیے ہیں، جن میں قراردادوں، امن منصوبوں، اور انسانی امداد کی فراہمی شامل ہے۔ تنظیم نے فلسطینی حقوق کے تحفظ کے لیے عالمی سطح پر آواز اٹھائی اور اسلامی ممالک کے درمیان اتحاد کی کوشش کی۔ او آئی سی کی قیادت نے مسئلہ فلسطین کے پائیدار حل کے لیے مؤثر اقدامات کیے ہیں، جیسے کہ امن مذاکرات کی حمایت اور انسانی امداد کی فراہمی۔ ان کی کوششوں نے فلسطین کے مسئلے کو بین الاقوامی سطح پر مضبوطی سے اجاگر کیا اور اسلامی دنیا میں اتحاد کو فروغ دیا۔ مستقبل میں بھی او آئی سی فلسطین کے حق میں کام کرنے کا عزم برقرار رکھتی ہے، تاکہ فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی اور ایک منصفانہ امن کے قیام کے لیے عالمی برادری کو متحرک کیا جا سکے۔ اسی طرح 2023 کے بعد او آئی سی نے فلسطین کے مسئلے پر اپنی سرگرمیاں مزید تیز کر دی ہیں۔ تنظیم نے مختلف اجلاسوں اور قراردادوں کے ذریعے اسرائیلی جارحیت کی مذمت کی اور فلسطینی عوام کے حقِ خودارادیت اور ان کی زمین کے تحفظ پر زور دیا۔ غزہ پر حملوں اور محاصرے کے بعد او آئی سی نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ انسانی راہداری کھولی جائے تاکہ خوراک، پانی اور دوائیں متاثرہ لوگوں تک پہنچ سکیں۔ اسرائیلی حملوں میں صحافیوں، ڈاکٹروں اور امدادی کارکنوں کو نشانہ بنانے کی سخت مذمت کی گئی اور یہ مطالبہ کیا گیا کہ ان واقعات کو جنگی جرائم کے طور پر لیا جائے۔ او آئی سی نے اقوامِ متحدہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں پر دباؤ بڑھایا کہ اسرائیل کے خلاف سیاسی اور قانونی اقدامات کیے جائیں اور بین الاقوامی عدالتِ انصاف کی ان آراء کو تسلیم کیا جائے جن میں اسرائیلی بستیوں اور قبضے کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔

ترکی، پاکستان اور دیگر رکن ممالک نے اجلاسوں میں فلسطین کے حق میں مشترکہ مؤقف اختیار کیا تاکہ اسلامی دنیا متحد ہو کر آواز بلند کرے۔ او آئی سی نے فلسطینی پناہ گزینوں کے واپسی کے حق اور معاوضے کے مطالبے کو بھی دوہرایا۔ ان اقدامات کے ذریعے تنظیم نے فلسطینی مسئلے کو عالمی سطح پر اجاگر رکھنے، انسانی امداد کی فراہمی کے مطالبے کو بڑھانے اور ایک منصفانہ امن کے قیام کے لیے سفارتی دباؤ قائم رکھنے کی کوشش کی۔